REGD. No. L 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

روزنامہ

ربوہ

یوم سہ شنبہ ۲۳ شوال ۱۳۷۷ھ

فی پرچہ ۱؍

جلد ۴۷/۱۲ | ۱۳ ہجرت ۱۳۳۷ ہش ۱۳ مئی ۱۹۵۸ء | نمبر ۱۱۱

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی علالت

اب طبیعت بفضلہ تعالیٰ بہتر ہے

ربوہ ۱۱ مئی۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق کل صبح سوا نو بجے مری سے بذریعہ فون یہ اطلاع موصول ہوئی تھی۔ کہ حضور کی طبیعت ناساز ہے۔ صبح ۵ بجے حضور کو چکر اور متلی کی تکلیف ہو گئی۔ اور ایک اسہال بھی ہوا۔

کل شام اور آج صبح جو اطلاعات بذریعہ فون موصول ہوئی ہیں۔ ان سے معلوم ہوا ہے۔ کہ حضور کی طبیعت اب بفضلہ تعالیٰ بہتر ہے۔

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازئ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

پتھاریہ کے علاقہ میں بھارتی فوجوں کی طرف سے مزید فائرنگ

خود حفاظتی کے پیشِ نظر پاکستانی فوجوں کو بھی جوابی کارروائی کرنی پڑی

ڈھاکہ ۱۲ مئی۔ سلہٹ اور کچھار کی سرحد پر پتھاریہ کے علاقہ میں کل بھارتی فوجوں کی طرف سے فائرنگ کی جو اطلاع موصول ہوئی تھی، اس کے متعلق بعد کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ یہ فائرنگ جو صبح گیارہ بجے شروع ہوئی تھی شام کو ۴ بجے تک جاری رہی۔ اس وقت تک پاکستانی فوجوں نے کسی قسم کی جوابی کارروائی نہ کی تھی۔ لیکن بعد میں ہندوستانی فوجوں کی طرف سے فائرنگ اور شدید ہو گئی۔ اور پاکستانی فوجوں کو بھی جو اب تک بالکل خاموش تھیں خود حفاظتی کی خاطر مجبوراً جواب دینا پڑا۔ معلوم ہوا ہے کہ فائرنگ کا سلسلہ ابھی جاری ہے۔ مشرقی پاکستان کی حکومت نے ہندوستانی فوجوں کی اس جارحیت کے خلاف حکومت آسام سے پُرزور احتجاج کیا ہے۔

ربوہ میں حضور ایدہ اللہ کی صحت کیلئے دعائیں اور صدقات

از مکرم میاں غلام محمد صاحب اختر ناظر اعلیٰ ثانی

کل مری سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ناسازئ طبع کے متعلق اطلاع موصول ہوتے ہی صدر انجمن احمدیہ کے کارکنوں نے بطور صدقہ دو بکرے ذبح کئے۔ نیز کچھ نقدی بھی غرباء میں تقسیم کی گئی علاوہ ازیں صدر صاحب عمومی نے فوراً ہی محلہ جات میں حضور کی ناسازئ طبع کی اطلاع بھجوا کر حضور کی صحت و سلامتی کے لئے دعا اور صدقہ کی پُردرد تحریک کی۔ چنانچہ اس تحریک کے نتیجہ میں مختلف محلوں میں پانچ ۵ بکرے بطور صدقہ ذبح کئے جا چکے ہیں اور نقدی بھی مساکین میں تقسیم کی جا رہی ہے۔

آج صبح مری سے بذریعہ فون اطلاع حاصل کرنے پر معلوم ہوا ہے کہ اب طبیعت پہلے کی نسبت اچھی ہے احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے خاص توجہ اور الحاح سے دعا فرمائیں۔

ڈاکٹر خان صاحب کے قتل کے سلسلہ میں

دو اور خاکسار گرفتار کر لئے گئے

لاہور ۱۲ مئی۔ متعلقہ پولیس نے کل ری پبلکن قائد ڈاکٹر خان صاحب کے سانحہ قتل کے سلسلہ میں خاکسار مسلم لیگ کے دو اور رضاکاروں مسٹر خورشید خالد اور مسٹر ظفر حیدر کو گرفتار کیا ہے۔ اور اس طرح دو دن میں خاکسار مسلم لیگ سے تعلق رکھنے والے گرفتار شدہ افراد کی تعداد علامہ مشرقی سمیت سات ہو گئی ہے۔ علامہ مشرقی ان کے بیٹے اور چند دوسرے خاکساروں کو ۱۰ مئی کو گرفتار کیا گیا تھا۔ خاکسار مسلم لیگ کے لیڈر اور دوسرے متذکرہ ارکان کے خلاف یہ کارروائی ڈاکٹر خان صاحب کے مبینہ قاتل عطا محمد کے بیان کی بنا پر کی گئی ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس سلسلہ میں آئندہ چند دنوں میں مزید گرفتاریاں ہونگی۔ کیونکہ پولیس کے بیان کے مطابق خاکسار مسلم لیگ کے بعض سرکردہ رضاکار روپوش ہو گئے ہیں۔

جماعت احمدیہ کی طرف سے ڈاکٹر خان صاحب کے دردناک حادثہ قتل پر

گہرے رنج والم اور دلی تعزیت کا اظہار

ربوہ۔ مکرم ناظر صاحب امور خارجہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان نے محترم ڈاکٹر خان صاحب کے دردناک حادثہ قتل پر جماعت احمدیہ کی طرف سے گہرے رنج والم اور دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے مورخہ ۱۰ مئی کو مرحوم کے صاحبزادے خان سعد اللہ خان اور بھائی خان عبد الغفار خان، نیز صدر مملکت جناب سکندر مرزا۔ وزیر اعظم ملک فیروز خاں نون گورنر مغربی پاکستان جناب اختر حسین اور صوبائی وزیر اعلیٰ جناب مظفر علی قزلباش کے نام جو تعزیتی پیغام بذریعہ تار ارسال کیا تھا۔ اس کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے

(۱) خان سعد اللہ خان ڈپٹی سکرٹری مواصلات حکومت مغربی پاکستان اور خان عبد الغفار خان کے نام تعزیتی پیغام کا متن

"ڈاکٹر خان صاحب مرحوم کا دردناک حادثہ قتل شدید صدمہ کا باعث ہوا ان کی وفات ایک قومی نقصان ہے جماعت احمدیہ اس خوفناک المیہ پر گہرے رنج والم کا اظہار کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی روح اور اس بلند مقصد کو جس کی خاطر وہ تمام عمر جدوجہد کرتے رہے اپنی رحمت سے نوازے۔ براہ کرم ہماری طرف سے پُرخلوص ہمدردی اور دلی تعزیت قبول فرمائیں۔"

(ناظر امور خارجہ صدر انجمن احمدیہ)

(۲) صدر مملکت جناب سکندر مرزا وزیر اعظم ملک فیروز خاں نون۔ گورنر مغربی پاکستان جناب اختر حسین اور صوبائی وزیر اعلیٰ نواب مظفر علی قزلباش کے نام حسب ذیل تعزیتی پیغام ارسال کیا گیا۔

"ڈاکٹر خان صاحب کے المناک قتل سے جماعت احمدیہ کو شدید صدمہ ہوا۔ ان کی وفات ایک قومی نقصان ہے۔ جس مقصد کے لئے وہ زندگی بھر کوشاں رہے۔ اللہ تعالیٰ اسے کامیابی سے نوازے۔ اور وہ تمام مخلص کارکن جو خدمت قوم کے جذبہ کے تحت مصروف عمل ہیں۔ انہیں طاقت اور ہمت سے خدمات بجا لانے کی توفیق عطا کرے۔" آمین

(ناظر امور خارجہ جماعت احمدیہ)

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر۔ بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۱۳ مئی

رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ (۴)

ڈاکٹر عبدالحمید صاحب اپنے مضمون "بعثت انبیاء کا عموم" کی دوسری قسط میں فرماتے ہیں۔

"پھر یہ بھی تو دیکھئے کہ اگر دنیا کی ہر قوم میں کوئی نہ کوئی ڈرانے والا گذر ہی چکا تھا۔ تو آخر قرآن کی ان صاف اور صریح آیتوں کو کہاں چھپایا جائے گا ام یقولون افتراہ بل ھو الحق من ربک لتنذر قوما ما اتاھم من نذیر من قبلک لعلھم یھتدون۔

پھر سورۂ یاسین میں بھی ہے۔ لتنذر قوما ما انذر اباؤھم فھم غافلون۔

ڈاکٹر صاحب کو یہ مغالطہ لگتا ہے کہ قوموں کے افراد بھی گویا جاودانی حیثیت رکھتے ہیں۔ حالانکہ قوموں کے افراد ایک صدی کے اندر اندر بدل جاتے ہیں۔ اگر ڈاکٹر صاحب کا اصول تسلیم کیا جائے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جن قوموں کا ذکر ان آیات میں آیا ہے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک ان میں کوئی نذیر یا رسول سرے سے نازل ہی نہیں ہوا۔ خود آدم علیہ السلام جن سے موجودہ نسل انسانی چلی ہے۔ کیا وہ نذیر اور رسول نہیں تھے؟ اس طرح تو کوئی ایسی قوم جو نسل آدم سے چلی ہے ایسی نہیں رہتی جن کے پاس نذیر یا رسول نہ آیا ہو۔

اس لئے ان آیات کا ہرگز وہ مطلب نہیں ہو سکتا۔ جو ڈاکٹر صاحب نکالنا چاہتے ہیں۔ بلکہ ان کا مطلب یہی ہے کہ موجودہ قوموں یا ان کے قریبی آبا کے پاس کوئی نذیر یا رسول نہیں آیا مثلاً قریش تھے۔ کیونکہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بعد ان میں کوئی نذیر اور رسول نہیں آیا۔ اگر ڈاکٹر صاحب ان الفاظ کی روشنی میں ان آیات پر غور کریں گے۔ تو ان کا استدلال خود انہیں بے حقیقت نظر آئے گا۔

اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ "خاتم النبیین" کے صحیح معنے نہیں سمجھتے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق فرمایا ہے۔

ہر نبوت را بروشد اختتام

یعنے آپ پر نبوت کی خصوصیات کا اتمام و کمال ہو گیا ہے جس طرح کہ کہتے ہیں کہ ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں۔ آپ کی بعثت سے پہلے کسی نبی کو یہ مقام نہیں دیا گیا۔ بلکہ ہر نبی اپنے وقت کے لحاظ سے انہی خصوصیات نبوت کا حامل رہا ہے۔ جتنی خصوصیات کہ کسی خاص قوم کے خاص حالات مقتضی تھے۔ مثلاً جیسا کہ قرآن کریم سے واضح ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام صرف اسرائیل کے رسول تھے لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کافۃ للناس کے لئے رسول ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

حسن یوسف دم عیسےٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں:۔

"یہ حضرات ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ دنیا کی ہر قوم میں رسول آ چکے ہیں۔ اور اسے ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ لیکن دوسری طرف یہ بھی کھلے لفظوں میں اعتراف کرتے ہیں۔ کہ جن رسولوں کا تذکرہ جمیلہ قرآن کریم میں مذکور ہے وہ تمام عرب اور اس کے گردوپیش بسنے والی قوموں کے رسول ہیں۔ باقی اقوام و ملل عالم کے رسولوں کا قرآن میں کوئی ذکر نہیں۔ اور اس فروگذاشت کا سبب یہ بتاتے ہیں کہ چونکہ قرآنی تعلیم کی عالمگیریت کے لئے ضروری تھا کہ سب سے پہلے اس قوم کو بطور خمیر کے تیار کیا جاتا جو اس کی اولین مخاطب تھی۔ پھر وہ قوم اس شمع ایزدی کو لے کر ساری دنیا میں نکلتی۔ سو ظاہر ہے کہ اس مقصد کے لئے ان ہی اقوام و انبیاء کرام کے واقعات پیش کرنے چاہئیں تھے۔ جن سے وہ پہلے ہی واقف تھے۔ اسی لئے یہ انداز اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔ اگر قرآن ایسی اقوام یا مصلحین کرام کا ذکر کرتا جن کے نام تک سے عرب واقف نہ تھے۔ تو وہ کہنے والے کا منہ تکنے لگ جاتے۔ کہ وہ کن لوگوں کی باتیں کر رہا ہے۔"

(صدق جدید لکھنؤ ۲ مئی ۱۹۵۸ء)

اس بات کا جواب ڈاکٹر صاحب نے جو دیا ہے۔ وہ اس بات کو صحیح طور پر نہ سمجھنے کی وجہ سے دیا ہے۔

قرآن کریم میں جن انبیاء علیہم السلام کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ واقعی وہی ہیں۔ جن کے کچھ حالات اول مخاطبین قرآن جانتے تھے۔ اور یہ دلیل صحیح ہے۔ کہ جس طرح قرآن کریم یعنے عربی کی زبان میں نازل کیا گیا ہے۔ تاکہ وہ اللہ تعالےٰ کی مرسلہ ہدایت کو خوب سمجھ لیں۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ نے صرف ان رسولوں کا ذکر کیا ہے جن کو کچھ نہ کچھ وہ جانتے تھے۔ ایسے رسولوں اور نذیروں کا ذکر محض مثال کے طور پر کیا گیا ہے۔ نہ کہ اس لئے کہ بنی اسرائیلی نبیوں کے سوا کہیں اور نبی کبھی آئے ہی نہیں ہیں۔ ظاہر ہے کہ جو تذکرہ مثال کے لئے کیا جائے اس کا اطلاق اس قسم کی تمام باتوں پر ہوتا ہے۔ مثال کے معنے ہی یہ ہیں۔ کہ بعض معلوم باتوں کو مثالاً پیش کر دیا جائے۔ تاکہ اس قسم کی باتوں کو اس مثال کی روشنی میں سمجھ لیا جا سکے۔ قرآن کریم انبیاء علیہم السلام کی کوئی تاریخ نہیں ہے۔ بلکہ بعض انبیا کے حالات بیان کر کے اسلامی تعلیمات کو واضح کیا گیا ہے۔

خود بائیبل میں بھی تمام بنی اسرائیلی نبیوں کا ذکر موجود نہیں ہے بلکہ ہزاروں ایسے نبی ہیں جن کا ذکر نہیں آیا اگر ہم غلط نہیں سمجھتے تو ڈاکٹر صاحب نے یہ درست لکھا ہے کہ قرآن کریم میں

"انہیں رسولوں کے متعلق کہا گیا ہے جو قرآن میں مذکورہ سلسلۂ رسالت کی بیچ بیچ کی کڑیاں ہیں جو کسی زمانے میں کوئی خاص نتیجہ خیز واقعہ رونما نہیں ہوا۔ لہٰذا ان کے تفصیلی ذکر کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔"

اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کریم نبیوں کی ہسٹری نہیں لکھ رہا۔ بلکہ جن انبیا کا ذکر اس میں آیا ہے وہ بغرض مثال کے آیا ہے تاکہ قرآن کریم کی بنیادی تعلیم کو واضح کیا جائے۔ ایسی صورت میں تمام دنیا کے انبیاء کے ذکر کی قطعی ضرورت نہیں تھی۔ صرف بطور نمونہ چند انبیاء کا ذکر کر کے اسلامی تعلیمات کو سمجھانے کی ضرورت تھی۔ جو اول مخاطبین قرآن کے ذہن کے قریب تھے۔ (باقی)

تنظیم

کسی دوسری جگہ ہم مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کی تحریرات کا ایک اقتباس جو جماعتی تنظیم کے ساتھ تعلق رکھتا ہے روزنامہ تسنیم سے نقل کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ہم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی ایک مشہور تقریر کا جو "احمدیت کا پیغام" کے نام سے شائع شدہ ہے ایک اقتباس بھی شائع کر رہے ہیں۔

ہم نے مسلمانوں کی تنظیم کے متعلق مولانا آزاد مرحوم کے خیالات اس لئے شائع کئے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ حساس مسلمان اہل علم حضرات امت مسلمہ کے موجودہ انتشار کو کس طرح محسوس کرتے ہیں۔ اور کس طرح وہ ان حالات میں اس کی تنظیم سے مایوس ہو چکے ہیں۔ اور کس طرح وہ دل سے چاہتے ہیں۔ کہ اس زمانہ میں ایک ایسا امام مبعوث ہونا چاہیئے جس کی پوری پوری اطاعت کی جائے۔ یہاں تک کہ جو حکم وہ دے اس پر بلا سوچے سمجھے عمل کیا جائے۔ صرف اسی کا دماغ ہو۔ مسلمان صرف ایسا دل رکھتے ہوں۔ جو اس کی باتوں کو قبول کریں۔ اور بلا عذر اس کی اطاعت کریں۔

ظاہر ہے کہ ایسا امام وہی ہو سکتا ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے مبعوث ہو۔ اور جس کے ساتھ خدائی نشانات ہوں۔ ایسی نشانات جنہیں دیکھ کر لوگ اس کو قبول کریں۔ ایسا امام وہی ہو سکتا ہے۔ جو منجانب اللہ ہونے کے دعویٰ کے ساتھ کھڑا ہو۔ اور انبیاء علیہم السلام کی طرح اپنے دعاوی کے لئے حقانی اور روحانی ثبوت پیش کرے بغیر ایسے دعوے اور ثبوت کے خاص کر موجودہ مادہ پرست زمانہ میں کوئی بندۂ حق کامیاب نہیں ہو سکتا۔

جہاں تک تقدیری کا تعلق ہے۔

(باقی دیکھیں صفحہ ۳)

سیرالیون (مغربی افریقہ) کے دو مخلص احمدی نوجوانوں کا کامیاب تبلیغی دورہ

ایک نئی جماعت کا قیام ——— ۲۴ افراد کا قبولِ اسلام

(از مکرم مولوی محمد صدیق صاحب انچارج احمدیہ مشن سیرالیون بتوسط وکالت تبشیر)

سیرالیون کے مخلصین میں سے بعض لوگ ہر سال ایک مہینہ تبلیغ اسلام کے لئے وقف کرتے ہیں۔ ہمارے نوجوان احمدی بھائیوں مسٹر عثمان باٹامر اور مسٹر موسیٰ باٹامر نے گزشتہ ماہ سیرالیون کے بعض دُور افتادہ علاقوں میں تبلیغ کی۔ یہ نوجوان وہی ہیں جنہیں احمدی ہونے پر ان کے گاؤں کے چیف نے سخت سزا دی تھی۔ حتّٰی کہ انہیں ایک ماہ قید بامشقت کے علاوہ زمین میں گڑھا کھود کر انہیں کمر تک دبا دیا گیا۔ اور ایک دن اور رات اسی حالت میں رکھا گیا جس کی وجہ صرف احمدیت کی مخالفت تھی۔ مگر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان نوجوانوں کو استقامت بخشی اور انہوں نے ایک سال تک احمدیت کی خاطر ہر قسم کی تکالیف اور سزائیں برداشت کیں۔ اب یہ نوجوان اپنے دینی جوش اور اخلاص کے ماتحت ایک ماہ کامیابی کے ساتھ تبلیغ کر کے آئے ہیں۔ یہ نوجوان تعلیم یافتہ نہیں ہیں۔ اور اپنے سفر کی رپورٹ بھی انہوں نے کسی سے لکھوا کر بھجوائی ہے۔ اس کے باوجود حکمت عملی اور وعظ و نصیحت سے تبلیغ کرنے میں بہت کامیاب اور ماہر ثابت ہوئے ہیں۔

سیرالیون ٹرانسپورٹ کے لحاظ سے بہت پسماندہ ہے۔ ملک کا زیادہ تر حصہ ایسا ہے جہاں پیدل سفر کرنا پڑتا ہے۔ ہمارے ان نوجوانوں نے اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر اس عرصہ میں ۱۳۲ میل پیدل اور ۲۰ میل لاری پر سفر کیا۔ اس عرصہ میں انہوں نے ۱۵ مختلف گاؤں اور قصبوں میں ۴۶۷ افراد کو اکٹھا کر کے احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک مقام پر ۲۴ افراد بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے اور اس طرح ایک نئی جماعت قائم ہوئی۔ بہت سا اسلامی لٹریچر مفت تقسیم کیا گیا اور بہت سی کتب سلسلہ فروخت بھی کی گئیں۔ بارہ مختلف مقامات پر لوگوں سے چندہ اکٹھا کیا گیا۔ جس کی میزان سوا چار پونڈ ہے۔ اس کے علاوہ ایک مقام پر احمدیہ مسجد زیر تعمیر تھی۔ نوجوان جنگل سے لکڑی کاٹ کر لائے اور مسجد کی چھت تعمیر کی۔

اس ملک میں مقامی لوگ تعلیمی لحاظ سے بہت پسماندہ ہیں۔ ہمارے احمدی ہونے والے بہت سے دوست ابھی ناخواندہ ہیں مگر اس کے باوجود خدا تعالیٰ نے انہیں ہمت بخشی ہے اور وہ اپنے اخلاص اور جوش کی وجہ سے پیدل سفر کر کے خدا کا پیغام لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ بعض مقامات پر انہیں گاؤں سے نکال دیا جاتا ہے اور رہائش کے لئے جگہ بھی نہیں دی جاتی۔ لیکن اسلام سے محبت اور تبلیغ کے جوش میں یہ احمدی بھائی سب کچھ خوشی کے ساتھ برداشت کرتے ہیں۔ بعض مقامات ایسے بھی ہیں جہاں انہیں اچھی طرح خوش آمدید کہا جاتا ہے اور مہمان نوازی بھی کی جاتی ہے۔

احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ایمان میں برکت دے اور مزید اخلاص عطا فرمائے۔ اور حضرت امیر المومنین مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ کی غلامی میں جو تبلیغی کوششیں ہو رہی ہیں ہم ان کے نیک ثمرات جلد دیکھ سکیں۔ آمین۔

خاکسار۔ محمد صدیق امرتسری
مبلغ انچارج سیرالیون
احمدیہ مشن

عالمی عدالت انصاف کی نائب صدارت کے انتخاب میں اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی حالات میں کامیابی عطا فرمائی

محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کا مکتوب گرامی

محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے اپنے ایک تازہ مکتوب (محررہ ۱۸ ر اپریل ۱۹۵۸ء) میں جو انہوں نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں تحریر فرمایا ہے اپنے انتخاب بطور نائب صدر عالمی عدالت ہیگ (ہالینڈ) کے متعلق چند کوائف بیان کئے ہیں۔ جن سے واضح ہو جاتا ہے کہ کس طرح غیر معمولی حالات میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ کامیابی عطا فرمائی۔

یہ کوائف درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ یہ کامیابی ہر لحاظ سے مبارک کرے آمین ——— (ادارہ)

چوہدری صاحب لکھتے ہیں:-

"کل سہ پہر کے (یعنی ۱۷ ر اپریل ۱۹۵۸ء) اجلاس میں صدر اور نائب صدر کے انتخابات عمل میں آئے اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور آپ کی دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے نہ کہ خاکسار کی کسی خوبی یا خدمت کی وجہ سے خاکسار کو نائب صدر کے انتخاب میں کامیابی عطا فرمائی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحم سے مجھے متعلقہ فرائض کی کما حقہا سرانجام دہی کی توفیق عطا فرمائے اور اس اعزاز کو اپنی رضا اور خوشنودی کے حصول کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔ صرف تین سال کی عدالت کی رکنیت کے بعد نائب صدر منتخب ہونا غیر معمولی ہے۔ خصوصاً جبکہ تین امیدوار ایسے تھے جن میں ایک تو صدارت کے امیدوار تھے اور ان کے متعلق توقع کی جاتی تھی کہ اگر صدر منتخب نہ ہوئے تو نائب صدر منتخب کر لئے جائیں گے۔

دوسرے امیدوار خود نائب صدر تھے اور صدر منتخب نہ ہونے کی صورت میں توقع رکھتے تھے کہ دوبارہ نائب صدر منتخب کر لئے جائیں گے۔ اور تیسرے امیدوار بارہ سال سے عدالت کے رکن چلے آرہے ہیں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی حالات میں خاکسار کو کامیابی عطا فرمائی اب اس دعا کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس عہدہ کے فرائض کو خیر و خوبی اور کامیابی کے ساتھ سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین"

فقط والسلام
خاکسار۔ مرزا بشیر احمد۔ ربوہ
۲۸/۴/۵۸

جماعت احمدیہ میرپور (آزاد کشمیر) کا تربیتی اجلاس

جماعت احمدیہ میرپور کا ایک تربیتی اجلاس مؤرخہ ۴ رمئی ۱۹۵۸ء بعد از نماز مغرب خاکسار کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیز مبشر احمد نے کی۔ پھر عزیز محمد اجمل نے قرآن کریم کی تلاوت کی اور عزیزان مبشر احمد۔ محمد اجمل اور محمود احمد نے اجلاس کے دوران میں نظمیں سنائیں۔

پروفیسر قاضی محمد برکت اللہ صاحب نے احباب کو دعائیں کرنے۔ نماز باجماعت اور جمعہ میں باالتزام شریک ہونے۔ مالی قربانیوں میں حصہ لینے اور ایک دوسرے سے کثرت سے ملنے کی طرف توجہ دلائی۔

خاکسار نے احباب کو نیک نمونہ قائم کرنے۔ اسلامی شعار کی پابندی۔ قرآن کریم کی باقاعدہ تلاوت کرنے اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے لئے دعائیں کرنے کی تلقین کی۔ اجلاس کا اختتام اجتماعی دعا پر ہوا۔

اجلاس میں اطفال۔ خدام انصار لجنہ اماء اللہ اور ناصرات نے شرکت کی۔

خاکسار ڈاکٹر کیپٹن محمد دین
میرپور۔ براستہ جہلم

زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی
اور
تزکیۂ نفوس کرتی ہے

مسلمانوں کا موجودہ انتشار دور کرنے کیلئے ضروری ہے کہ انکا ایک ایسا واجب الاطاعت امام ہو

جس کے سامنے ان کی زبانیں گونگی ہوں اور دماغ بیکار انکے پاس صرف دل ہو جو قبول کرے اور اطاعت کرے

مسلمانوں کی اجتماعی تنظیم کے متعلق مولانا ابو الکلام آزاد کے خیالات

" ہمارے لئے اصلی سوال اب یہ نہیں رہا ہے کہ گورنمنٹ کو کیا کرنا تھا؟ صرف یہ ہے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے تھا۔ اس بارے میں مسلمانوں کے لئے راہ عمل ہمیشہ ایک ہی رہی ہے اور ہمیشہ کی طرح اب بھی ایک ہی ہے۔ یعنی اپنی جماعتی زندگی کی اس معصیت سے باز آجائیں۔ جس میں ایک عرصہ سے مبتلا ہیں اور جس کی وجہ سے فوز و فلاح کے تمام دروازے ان پر بند ہو گئے ہیں۔

" جماعتی زندگی کی معصیت " سے مقصود یہ ہے کہ ان میں ایک " جماعت " بن کر رہنے کا شرعی نظام مفقود ہو گیا ہے وہ بالکل اس گلے کی طرح ہیں جس کا انبوہ جنگل کی جھاڑیوں میں منتشر ہو کر گم ہو گیا ہو۔ وہ بسا اوقات یکجا اکٹھے ہو کر اپنی جماعتی قوت کی نمائش کرنی چاہتے ہیں۔ کمیٹیاں بناتے ہیں کانفرنسیں منعقد کرتے ہیں۔ لیکن یہ تمام اجتماعی نمائشیں شریعت کی نظروں میں " بھیڑ " اور " انبوہ " کا حکم رکھتی ہیں۔ " جماعت " کا حکم نہیں رکھتیں۔ " بھیڑ " اور جماعت " میں فرق ہے۔ یہی چیز بازاروں میں نظر آتی ہے۔ جب کوئی تماشہ ہو رہا ہو۔ دوسری چیز جمعہ کے دن مسجدوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔ جب ہزاروں انسانوں کی منظم و مرتب صفیں ایک مقصد ایک جہت، ایک حالت اور ایک ہی کے پیچھے مجتمع ہوتی ہیں۔

شریعت نے مسلمانوں کے لئے جہاں انفرادی زندگی کے اعمال مقرر کر دئے ہیں وہاں ان کے لئے ایک اجتماعی نظام بھی قرار دے دیا ہے۔ وہ کہتی ہے کہ زندگی اجتماع کا نام ہے۔ افراد و اشخاص کوئی شے نہیں۔ جب کوئی قوم اس نظام کو ترک کر دیتی ہے۔ تو گو اس کے افراد فرداً فرداً کتنے ہی شخصی اعمال و طاعات میں سرگرم ہوں لیکن یہ سرگرمیاں اس بارے میں کچھ سود مند نہیں ہو سکتیں اور قوم جماعتی معصیت میں مبتلا ہو جاتی ہے۔

قرآن و سنت نے بتلایا ہے کہ شخصی زندگی کے معاصی کسی قوم کو یکایک برباد نہیں کر دیتے۔ اشخاص کی معصیت کا زہر آہستہ آہستہ کام کرتا ہے لیکن جماعتی زندگی کی معصیت کا تخم (یعنی نظام جماعتی کا نہ ہونا) ایسا تخم ہلاکت ہے۔ جو فوراً بربادی کو پھیل لاتا ہے اور پوری قوم کی قوم تباہ ہو جاتی ہے۔ شخصی اعمال کی اصلاح و درستگی بھی نظام اجتماعی کے قیام پر موقوف ہے۔

کتاب و سنت نے جماعتی زندگی کے تین رکن بتلائے ہیں

تمام لوگ کسی ایک صاحب علم و عمل مسلمان پر جمع ہو جائیں اور وہ ان کا امام ہو۔ وہ جو کچھ تعلیم دے۔ ایمان و صداقت کے ساتھ قبول کریں۔

قرآن و سنت کے ماتحت اس کے جو کچھ احکام ہوں ان کی بلاچون و چرا تعمیل و اطاعت کریں۔

سب کی زبانیں گونگی ہو صرف اسی کی زبان گویا ہو۔ سب کے دماغ بیکار ہو جائیں صرف اسی کا دماغ کارفرما ہو۔ لوگوں کے پاس نہ زبان ہو نہ دماغ صرف دل ہو جو قبول کرے۔ صرف ہاتھ پاؤں ہوں جو عمل کریں۔

اگر ایسا نہیں، تو ایک بھیڑ ہے، ایک انبوہ ہے، جانوروں کا ایک جنگل ہے کنکر پتھر کا ایک ڈھیر ہے۔ مگر نہ تو " جماعت " ہے نہ " امت " نہ " قوم " نہ اجتماع اینٹیں ہیں مگر دیوار نہیں۔ کنکر ہیں۔ مگر پہاڑ نہیں۔ قطرے ہیں۔ مگر دریا نہیں کڑیاں ہیں جو ٹکڑے ٹکڑے کر دی جا سکتی ہیں مگر زنجیر نہیں ہے۔ جو بڑے بڑے جانوروں کو گرفتار کر سکتی ہے۔ کسی گذشتہ فصل میں بضمن شرح حدیث حارث اشعری " جماعت " کی حقیقت پر بحث کی گئی ہے اس موقعہ پر وہ پیش نظر رہے۔ یہ وقت فصل کاٹنے کا تھا۔ نہ کہ دانہ ڈالنے کا لیکن مسلمانوں نے اپنی جد و جہد کی تمام گذشتہ زندگی گم گشتگی و بے حاصلی میں ضائع کر دی۔ حتٰی کہ سچ مچ وہ وقت آگیا ہے جس کی تباہیوں کا تخیل پیدا کر کے کبھی ڈرانے والے ڈرایا کرتے تھے (نقد جا،

اشترا طھا فانی لھم اذجاءتھم

ذکر اہم

(۷م؛ ۲۱) اب بھی اگر کام ہے تو یہی کام ہے اور غم ہونا چاہیئے تو اسی کا سچے کام کرنے میں کتنی ہی دیر ہو جائے۔ مگر جب کبھی کیا جاتے۔ سچائی ہے اس کے لئے نہ تو کوئی وقت ناموافق ہے۔ نہ کوئی جگہ مخالف۔ اس کے کرنے میں جس قدر دیر کی جائے گی۔ معصیت اور ہلاکی ہے۔ لیکن جب کبھی کر دیا جائے سچائی اور نیکی ہے۔ اور اس کا ثمرہ زندگی اور کامرانی ہے۔ (تسنیم ۵ راپریل ۵۲ء)

توسیع اشاعت ریویو آف ریلیجنز

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالٰے کی تحریک دسمبر ۱۹۵۶ء کہ ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت دس ہزار ہونی چاہیئے۔ پر لبیک کہتے ہوئے مندرجہ ذیل احباب کی طرف سے حسب ذیل رقوم وصول ہوئی ہیں

جماعت احمدیہ سیالکوٹ برائے ۱۹۵۷ء
-/-/۲۰۰

سیٹھ محمد صدیق صاحب کلکتہ برائے ۱۹۵۷ء -/-/۲۰۰
" " برائے ۱۹۵۸ء -/-/۲۰۰

میزان -/-/۶۰۰ روپے

(مینیجر رسالہ ریویو۔ ربوہ)

راست گفتاری اور اسلامی اخلاق

اخلاق فاضلہ میں سے راست گفتاری ایک اہم خلق ہے۔ بخاری شریف میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جو اخلاق آنحضرت کے بیان فرمائے ہیں۔ ان میں سے ایک " تصدیق الحدیث " بھی ہے۔ کہ آپ سچ بیانی فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلعم نے نہ یہ خلق صرف اپنے اندر پیدا کیا۔ بلکہ صحابہ کے اندر بھی پیدا کیا۔ اور صحابہ کرام نے اپنی جانیں دے دیں۔ مگر سچ بیانی کی اور توحید پر قائم رہے۔ موجودہ زمانہ میں جبکہ اسلامی اخلاق اٹھ رہے تھے اللہ تعالٰی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور آپ نے اخلاق فاضلہ کا احیاء کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک دفعہ ڈاکخانہ والوں نے مقدمہ کر دیا۔ کہ آپ نے پیکٹ میں خط رکھ کر بھجوایا ہے۔ اس جرم کی سزا پانسو روپیہ جرمانہ اور چھ ماہ قید تھی۔ حضور کو مشورہ دیا گیا۔ کہ بجز انکار کے خطرہ کی صورت ہے۔ اور دو چار جھوٹے گواہ گذار دئے جاویں۔ حضور نے فرمایا۔ میں خلاف بیانی نہیں کر سکتا۔ میں تو وہی کہوں گا۔ جو امر واقعہ ہے۔ اور جب حاکم نے پوچھا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ میں نے ہی پیکٹ میں خط رکھا تھا۔ مگر مجھے ڈاکخانہ کے قواعد کا علم نہ تھا۔ میں نے نقصان پہنچانے کی نیت سے ایسا نہیں کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ میرے سچ کا حاکم کے دل پر ایسا اثر ہوا۔ کہ سپرنٹنڈنٹ ڈاک خانہ جات جو انگریز تھا۔ اور حاکم بھی انگریز تھا۔ لمبی لمبی تقریریں میرے پھنسانے کے لئے کرتا تھا۔ مگر حاکم ہر دفعہ نو نو کہہ کر اسے رد کرتا تھا۔ اور بالآخر حاکم نے مجھے بری کر دیا۔ حضور فرماتے ہیں۔ کہ

" یہ بریت محض سچ کی برکت سے ہوئی۔ لمثل ھذا فلیعمل العاملون احباب انصار اللہ بالخصوص راست گفتاری کو اپنا شیوہ بنائیں اور عمدہ نمونہ قائم کریں

قائد تربیت انصار اللہ مرکزیہ

ضروری اطلاع

۱۸ مئی ۵۸ء کو جو ضرورت الامام کا امتحان ہونے والا ہے اسمیں شمولیت کے لئے بعض اراکین انصار نے انفرادی طور پر امتحان میں شامل ہونے کی اطلاع دی تھی چنانچہ انکو دفتر ہذا سے امتحانی پرچے بھجوائے گئے ہیں اگر کسی صاحب کو کسی وجہ سے پرچے نہ ملے ہوں تو دفتر ہذا سے فوراً لکھ کر منگوالیں

قائد تعلیم انصار اللہ مرکزیہ

منقول از احمدیت کا پیغام

احمدیت صرف اس غرض سے معرضِ وجود میں آئی ہے کہ مسلمان پھر ایک جماعت میں منسلک ہو جائیں

اور متحد ہو کر اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے سرگرم عمل ہوں

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز بیان

اب تو جو کچھ میں نے کہا وہ ان لوگوں کے وساوس کے دور کرنے کے لئے کہا ہے جو احمدیت کا سرسری مطالعہ بھی نہیں رکھتے۔ اور جو احمدیت کے پیغام کو اس کے دشمنوں سے سنتے یا بغیر احمدیت کا مطالعہ کرنے کے اپنے دلوں سے احمدیت کے عقائد اور احمدیت کی تعلیم بنانا چاہتے ہیں۔ اب میں ان لوگوں کو مخاطب کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے احمدیت کا ایک حد تک مطالعہ کیا ہے اور جو جانتے ہیں کہ احمدی خدا تعالیٰ کی توحید پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ قرآن کریم کو بھی مانتے ہیں۔ حدیث کو بھی مانتے ہیں۔ نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ روزے بھی رکھتے ہیں۔ حج بھی کرتے ہیں۔ زکوٰۃ بھی دیتے ہیں۔ حشر و نشر جزا و سزا پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن وہ حیران ہیں کہ جب احمدی دوسرے مسلمانوں کی طرح مسلمان ہیں تو پھر اس نئے فرقہ کو قائم کرنے کی ضرورت کیا ہے۔ ان کے نزدیک احمدیوں کا عقیدہ اور احمدیوں کا عمل قابل اعتراض نہیں لیکن ان کے نزدیک ایک نئی جماعت بنانا قابل اعتراض امر ہے کیونکہ جب فرق کوئی نہیں تو افتراق کرنے کی وجہ کیا ہوئی اور جب اختلاف نہیں تو دوسری مسجد بنانے کا مقصد کیا ہوا؟

اس سوال کا جواب دو طرح دیا جا سکتا ہے عقلی طور پر اس سوال کا جواب یہ ہے کہ جماعت صرف تعداد کا نام نہیں ہزار۔ لاکھ یا کروڑ افراد کو جماعت نہیں کہتے بلکہ جماعت ان افراد کے مجموعہ کو کہتے ہیں جو متحد ہو کر کام کرنے کا فیصلہ کر چکے ہوں اور ایک متحدہ پروگرام کے مطابق کام کر رہے ہوں۔ ایسے افراد اگر پانچ سات بھی ہوں تو جماعت ہے اور جن میں یہ بات نہ ہو وہ کروڑوں بھی جماعت نہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تو پہلے دن آپ پر صرف چار آدمی ایمان لائے تھے آپ پانچویں تھے باوجود پانچ ہونے کے آپ ایک جماعت تھے

مگر مکہ کی کوئی دس ہزار کی آبادی جماعت نہیں تھی۔ نہ عرب کی آبادی جماعت تھی۔ کیونکہ نہ انہوں نے متحدہ ہو کر کام کرنے کا فیصلہ کیا تھا اور نہ ان کا کوئی متحدہ پروگرام تھا۔ پس اس قسم کا سوال کرنے سے پہلے یہ دیکھنا چاہیئے کہ کیا اس وقت مسلمان کوئی جماعت ہیں؟ کیا دنیا کے مسلمان تمام معاملات میں آپس میں مل کر فیصلہ کر چکے ہیں یا ان کا کوئی متحدہ پروگرام ہے؟ جہاں تک ہمدردی کا سوال ہے میں مانتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں میں ایک دوسرے سے ہمدردی ہے مگر وہ بھی سارے مسلمانوں میں نہیں۔ کچھ کے دلوں میں ہے اور کچھ کے دلوں میں نہیں۔ اور پھر کوئی ایسا نظام موجود نہیں جس کے ذریعہ سے اختلاف کو مٹایا جا سکے۔ اختلاف تو جماعت میں بھی ہوتا ہے بلکہ نبیوں کے وقت کی جماعت میں بھی ہوتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی بعض دفعہ انصار اور مہاجرین کا اختلاف ہو گیا اور بعض دفعہ بعض دوسرے قبائل میں اختلاف ہو گیا۔ لیکن جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرما دیا تو اس وقت سب اختلاف مٹ گیا۔ اسی طرح خلافت کے ایام میں بھی اختلاف پیدا ہو جاتا تھا۔ لیکن جب کوئی اختلاف پیدا ہوتا خلفاء فیصلہ کرتے اور وہ اختلاف مٹ جاتا۔ خلافت کے ختم ہونے کے بعد بھی کوئی ستّر سال مسلمان ایک حکومت کے نیچے رہے جہاں جہاں بھی مسلمان تھے وہ ایک نظام کے تابع تھے وہ نظام برا تھا یا اچھا تھا۔ بہر حال اس نے مسلمانوں کو ایک رشتہ سے باندھ رکھا تھا۔ اس کے بعد اختلاف ہوا اور مسلمان دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے سپین کا ایک حلقہ بن گیا اور باقی دنیا کا ایک حلقہ بن گیا۔ یہ اختلاف تو تھا مگر بہت ہی محدود اختلاف تھا۔ دنیا کے مسلمانوں کا بیشتر حصہ پھر بھی ایک نظام کے نیچے چل رہا تھا۔ مگر تین سو سال گذرنے کے بعد یہ انتظام ایسا ٹوٹا کہ تمام مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ اور ان میں تشتت اور پراگندگی پیدا ہو گئی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے

سچ فرمایا تھا کہ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم یفشو الکذب۔ سب سے اچھی صدی میری ہے ان سے اتر کر وہ لوگ ہوں گے جو دوسری صدی میں ہوں گے اور ان سے اتر کر وہ لوگ ہوں گے جو تیسری صدی میں ہوں گے۔ پھر دنیا میں سے سچائی مٹ جائے گی اور ظلم و تشدد اور اختلاف کا دور دورہ ہو جائے گا۔ اور ایسا ہی ہوا۔ اور پھر یہ اختلاف بڑھتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ گذشتہ تین صدیوں میں تو مسلمان اپنی طاقت بالکل ہی کھو بیٹھے کجا وہ وقت تھا کہ یورپ ایک ایک مسلمان بادشاہ سے ڈرتا تھا اور اب یورپ اور امریکہ کی ایک ایک طاقت کا مقابلہ کرنے کی سکت سارے عالم اسلام میں نہیں۔ یہودیوں کی کتنی چھوٹی سی حکومت فلسطین میں بنی ہے۔ شام۔ عراق۔ لبنان۔ سعودی عرب مصر اور فلسطین کی فوجیں اس کا مقابلہ کر رہی ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یو این او نے جو علاقہ یہودیوں کو دیا تھا اس سے بہت زیادہ اس وقت یہودیوں کے قبضہ میں ہے۔ یہ درست ہے کہ یہودی حکومت کی مدد امریکہ اور انگلستان کر رہے ہیں۔ لیکن سوال بھی تو یہی ہے کہ کبھی تو مسلمانوں کی ایک ایک حکومت سارے مغرب پر غالب تھی اور اب مغرب کی بعض حکومتیں سارے مسلمانوں سے زیادہ طاقتور ہیں۔ پس جماعت کا جو مفہوم ہے اس وقت اس کے مطابق مسلمانوں کی کوئی جماعت نہیں۔ حکومتیں ہیں جن میں سے سب سے بڑی پاکستان کی حکومت ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب قائم ہوئی ہے لیکن اسلام پاکستان کا نام نہیں نہ اسلام مصر کا نام ہے۔ نہ اسلام شام کا نام ہے۔ نہ اسلام ایران کا نام ہے۔ نہ اسلام افغانستان کا نام ہے اور نہ اسلام سعودی عرب کا نام ہے۔ اسلام تو اس رشتہ وحدت کا نام ہے جس نے سارے مسلمانوں کو اکٹھا کر دیا تھا۔ اور ایسا کوئی نظام اس وقت دنیا میں موجود نہیں

پاکستان کو افغانستان سے ہمدردی ہے افغانستان کو پاکستان سے ہمدردی ہے لیکن نہ پاکستان افغانستان کی ہر بات ماننے کے لئے تیار ہے اور نہ افغانستان پاکستان کی ہر بات ماننے کے لئے تیار ہے۔ دونوں کی سیاست الگ الگ ہے اور دونوں اپنے اندرونی معاملات میں آزاد ہیں۔ یہی حال افراد کا ہے افغانستان کے باشندے اپنی جگہ پر آزاد ہیں۔ پاکستان کے باشندے اپنی جگہ پر آزاد ہیں۔ مصر کے باشندے اپنی جگہ پر آزاد ہیں۔ ان کو ایک لڑی میں پرونے والی کوئی چیز نہیں۔ پس اس وقت مسلمان بھی ہیں مسلمانوں کی حکومتیں بھی ہیں اور ان میں سے بعض حکومتیں خدا تعالیٰ کے فضل سے مضبوط ہو رہی ہیں لیکن پھر بھی مسلمان کی ایک جماعت نہیں۔ فرض کرو پاکستان کا بیڑہ اتنا مضبوط ہو جائے کہ تمام بحر الہند پر حکومت کرنے لگ جائے۔ اس کی فوج اتنی مضبوط ہو جائے کہ ہندوستان یونین اس سے کانپنے لگ جائے اس کی اقتصادی حالت اتنی بڑھ جائے کہ دنیا کی منڈیوں میں اس کا قبضہ ہو جائے بلکہ اس کی اتنی طاقت بڑھ جائے کہ امریکہ کی طاقت سے بھی بڑھ جائے تو کیا ایران۔ شام۔ فلسطین اور مصر اپنے آپ کو پاکستان میں مدغم کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ ظاہر ہے کہ نہیں۔ وہ پاکستان کی عظمت کا اقرار کرنے کے لئے تیار رہیں گے۔ وہ اس سے ہمدردی کرنے کے لئے تیار ہوں گے۔ مگر وہ اپنی ہستی کو اس میں مٹا دینے کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔ پس گو خدا تعالیٰ کے فضل سے مسلمانوں کی سیاسی حالت بہتر ہو رہی ہے اور بعض نئی اسلامی حکومتیں قائم ہو رہی ہیں۔ لیکن باوجود اس کے دنیا بھر کے مسلمانوں کو ایک اسلامی جماعت نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ وہ مختلف

(بقیہ صفحہ ۷ پر)

درخواست دعا

میری اہلیہ کافی دنوں سے بعارضہ بخار دکھانسی بیمار ہیں احباب جماعت کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ عبد السلام معلم وقف جدید۔ حال کا بھٹیاں حال وارد ربوہ

ضلع سیالکوٹ کی مجالس خدام الاحمدیہ مطلع رہیں

(قسط نمبر ۲)

مرکز کی طرف سے مکرم عنایت اللہ صاحب اور مکرم بدر سلطان صاحب اختر ضلع سیالکوٹ کی مجالس کے دورہ پر روانہ ہو چکے ہیں۔ ذیل میں مکرم بدر سلطان صاحب اختر کے دورہ کا پروگرام شائع کیا جاتا ہے۔ جملہ قائدین خدام الاحمدیہ مطلع رہیں اور مقررہ تاریخ پر اپنے مقام پر موجود رہ کر معائنہ میں مدد دیں۔ جزاکم اللہ۔ والسلام

(معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

پروگرام دورہ مکرم بدر سلطان صاحب اختر

نام مجلس	تاریخ ہائے قیام	نام مجلس	تاریخ ہائے قیام
اونچا ججہ	۱۲ ۵/۵۸ تا ۱۳ ۵/۵۸	قادرآباد	۶ ۶/۵۸ تا ۷ ۶/۵۸
داتہ زید کا	۱۳ ۵/۵۸ تا ۱۵ ۵/۵۸	ڈسکہ	۴ ۶/۵۸ تا ۹ ۶/۵۸
محمدی پور	۱۵ ۵/۵۸ تا ۱۶ ۵/۵۸	موسے والا	۹ ۶/۵۸ تا ۸ ۶/۵۸
پھوڑ کا ملیاں	۱۶ ۵/۵۸ تا ۱۷ ۵/۵۸	پیرو چک	۸ ۶/۵۸ تا ۱۰ ۶/۵۸
گھٹیالیاں	۱۷ ۵/۵۸ تا ۱۹ ۵/۵۸	ریلوکے	۱۰ ۶/۵۸ تا ۱۲ ۶/۵۸
کوٹ گوندل	۱۹ ۵/۵۸ تا ۲۰ ۵/۵۸	کوٹ کریم بخش	۱۲ ۶/۵۸ تا ۱۳ ۶/۵۸
صابو بڑھا	۲۱ ۵/۵۸ تا ۲۲ ۵/۵۸	ملیانوالہ	۱۳ ۶/۵۸ تا ۱۴ ۶/۵۸
جامکے ٹھنڈے	۲۲ ۵/۵۸ تا ۲۳ ۵/۵۸	ڈنڈ پور کھرمیاں	۱۴ ۶/۵۸ تا ۱۶ ۶/۵۸
چوہر منڈا	۲۳ ۵/۵۸ تا ۲۴ ۵/۵۸	بھاگووالہ	۱۶ ۶/۵۸ تا ۱۷ ۶/۵۸
مہندی پور	۲۴ ۵/۵۸ تا ۲۵ ۵/۵۸	ساہووالہ	۱۷ ۶/۵۸ تا ۱۸ ۶/۵۸
کٹھو والی	۲۵ ۵/۵۸ تا ۲۶ ۵/۵۸	جامکے چیمہ	۱۸ ۶/۵۸ تا ۱۹ ۶/۵۸
کھیوہ باجوہ	۲۶ ۵/۵۸ تا ۲۸ ۵/۵۸	فرسکے	۱۹ ۶/۵۸ تا ۲۰ ۶/۵۸
نوشہرہ ککے زئیاں	۲۸ ۵/۵۸ تا ۳۰ ۵/۵۸	کھاڈے والا	۲۰ ۶/۵۸ تا ۲۱ ۶/۵۸
منڈیکی	۳۰ ۵/۵۸ تا ۳۱ ۵/۵۸	گوکل گھلوٹیاں	۲۱ ۶/۵۸ تا ۲۲ ۶/۵۸
چونڈہ	۳۱ ۵/۵۸ تا ۲ ۶/۵۸	عزیز پور ڈوگری	۲۲ ۶/۵۸ تا ۲۳ ۶/۵۸
شہزادہ	۲ ۶/۵۸ تا ۳ ۶/۵۸	ترسکہ	۲۳ ۶/۵۸ تا ۲۴ ۶/۵۸
ٹھروہ	۳ ۶/۵۸ تا ۴ ۶/۵۸	بھوپال والہ	۲۴ ۶/۵۸ تا ۲۵ ۶/۵۸
دولم	۴ ۶/۵۸ تا ۵ ۶/۵۸	ہمبڑیال	۲۵ ۶/۵۸ تا ۲۶ ۶/۵۸

خدام الاحمدیہ کتری کی فرض شناسی

۲۵ اپریل ۱۹۵۸ء کو ایک بیل گاڑی جس میں چار بوری گندم لدی تھی۔ ریگولیٹر سے گذرتی ہوئی بڑی نہر میں گر پڑی۔ مجلس خدام الاحمدیہ کتری کو بعد نماز مغرب اس کا علم ہوا۔ چنانچہ اسی وقت بارہ خدام موقعہ پر پہنچ گئے۔ چونکہ اس جگہ پانی کافی گہرا تھا اور بہاؤ تیز تھا۔ اسلئے مسلسل دو گھنٹہ کی جد وجہد کے بعد گاڑی اور بوریاں نکالنے میں کامیاب ہوئے۔

یہ گاڑی ایک نہایت متعصب غیر احمدی کی تھی۔ جس پر خدام کی اس بے لوث خدمت کا کافی اچھا اثر پڑا۔

یہ رپورٹ اس لئے شائع کی جا رہی ہے۔ تا دوسری مجالس بھی اس نمونہ سے فائدہ اٹھائیں اور خدمت کے لئے مذہب وملت کے امتیاز کے بغیر ہمہ وقت تیار رہ کر اپنا نیک نمونہ دوسروں کے سامنے پیش کریں۔ (مہتمم خدمت خلق خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

درخواست دعا

مکرم جناب شیخ عبدالحق صاحب انجمن میکنیکل انجینئر پریذیڈنٹ حلقہ جیکب لائن کراچی حج بیت اللہ کیلئے عنقریب روانہ ہو رہے ہیں۔ احباب کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ صحت وعافیت کے ساتھ آپکو لیجائے اور کامیابی وکامرانی کے ساتھ واپس تشریف لائیں اور جن مقاصد دینیہ کے ماتحت آپ جا رہے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ آپکو کامیاب فرمائے۔ اللھم آمین۔ (مرزا محمد لطیف مربی سلسلہ احمدیہ۔ احمدیہ ہال میگزین لین کراچی نمبر ۳)

قائدین زعماء اور مربی صاحبان مجالس اطفال کی خدمت میں

ضروری گذارش

۱۔ جن مقامات پر مجالس خدام الاحمدیہ قائم ہیں۔ لیکن اطفال کی تنظیم موجود نہیں۔ وہاں کے قائدین وزعماء صاحبان سے درخواست ہے کہ وہ فوراً احمدی بچوں مجلس اطفال کے ذریعہ منظم کریں۔ اور کسی موزوں اور مستعد کارکن کو ان کا مربی مقرر کریں۔

۲۔ جن مقامات پر مجالس اطفال تو قائم ہیں۔ لیکن ان کی تنظیم کمزور ہے۔ وہاں اسے مضبوط کرنے کی کوشش فرمائیں۔ اور اس کا طریق یہ ہے کہ اطفال کے ہفتہ وار یا پندرہ روزہ اجلاس باقاعدہ منعقد کئے جائیں۔ ان اجلاسوں میں تربیتی تقریریں کرائی جائیں۔ بچوں کو اہم دینی مسائل سکھائے جائیں۔ اور پھر ان کا امتحان لیا جائے۔ مناسب تیاری کے بعد بچوں کو بھی تقریریں کرنے اور نظمیں پڑھنے کا موقع دیا جائے۔

۳۔ جملہ اطفال سے باقاعدہ ماہوار چندہ وصول کیا جائے۔ تاکہ انہیں ابھی سے اسلام اور سلسلہ کی خاطر مالی قربانی کرنے کی عادت پڑے۔ چندہ کی شرح حسب ذیل ہے۔ پرائمری کلاس کے طلباء کے لئے ۔ ماہانہ مڈل کلاس کے طلباء کے لئے ماہانہ ہائی کلاس کے طلباء کے لئے ماہوار ملازم اطفال سے ایک پائی فی روپیہ غیر ملازم اطفال کے لئے ماہوار

۴۔ احمدی بچوں کو نماز باجماعت پڑھنے کی عادت ڈالی جائے۔ اس کے لئے نمازوں کی حاضری لینے کا اہتمام کیا جائے۔ اور بچوں کے والدین سے رابطہ کیا جائے۔

۵۔ رسالہ تشحیذ الاذہان اطفال الاحمدیہ کا اپنا رسالہ ہے اسے چلانا اور اسے دلچسپ بنانا اطفال کا کام ہے۔ جملہ قائدین زعماء اور مربی صاحبان سے درخواست ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں بچوں کو اس رسالہ کا خریدار بنانے کی کوشش فرمائیں۔ اور انہیں اس میں مفید اور دلچسپ مضامین۔ کہانیاں اور نظمیں لکھنے کی تحریک کریں۔

۶۔ جس جگہ بھی مجلس اطفال قائم ہے۔ اس کی ماہانہ رپورٹ مرکز میں بھیجنی بہرحال ضروری ہے۔ جو چندہ جمع ہو۔ اس کا ۲/۳ لوکل مجالس کے اخراجات کے لئے رکھا جا سکتا ہے بقیہ ۱/۳ رقم ماہ بماہ مرکز میں بھجوانی ضروری ہے۔

(مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ——— ربوہ)

ایک ضروری اعلان

مجلس مشاورت ۱۹۵۶ء کا فیصلہ ہے کہ جن احباب کی وصیت بوجہ بقایا منسوخ ہو جائے۔ اور وہ چھ ماہ تک اپنی وصیت بحال نہ کرائیں یا معذرت کر کے چندہ عام ادا کرنے کی اجازت بھی نہ لیں۔ تو ان سے نادہندگان کا سا سلوک کیا جائے۔

ایسے احباب سے چندہ نہ وصول کرنے کی ہدایت اس لئے ہے کہ تا وہ اپنی کوتاہی پر نادم ہوں اور ایمان میں قدم پھر آگے بڑھانے کی کوشش کریں۔ الحمدللہ کہ احباب بقایا جات ادا کر کے وصیتیں بحال کرا رہے ہیں یا (جن کے حالات وصیت بحال کرانے کی فی الحال اجازت نہیں دیتے) چندہ عام ادا کرنے کی اجازت حاصل کر رہے ہیں۔ لیکن بعض احباب ابھی ایسے بھی ہیں۔ جنہوں نے نہ تو ابھی تک اپنی وصیت بحال کرائی ہے اور نہ چندہ عام ادا کرنے کی اجازت لی ہے لہذا عہدہ داران جماعت کی خدمت میں التماس ہے کہ ایسے افراد کو قواعد صدر انجمن احمدیہ کا احترام کرنے پر آمادہ کریں۔ اگر کوئی دوست وصیت بھی بحال نہ کرائیں اور چندہ عام ادا کرنے کی اجازت بھی نہ لیں۔ تو حسب فیصلہ مجلس مشاورت ان کے خلاف نادہندگی کی بناء پر نظارت امور عامہ کی معرفت تعزیری کارروائی کروائی جاوے۔ ایسے لوگوں کو درمیان میں لٹکتے رہنا نہیں چاہیئے۔

(ناظر بیت المال ربوہ)

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفس کرتی ہے۔

چیچک سے حفاظت کی تدبیریں

اطبا نے چیچک کی اگرچہ پندرہ سولہ اقسام بیان کی ہیں۔ لیکن شدید و خفیف ہونے کے لحاظ سے مندرجہ ذیل پانچ اقسام اطباء قدیم و جدید کے نزدیک اہم اور مشہور مانی جاتی ہیں۔

خونی چیچک

اس کو عربی میں جدری دمویہ اور انگریزی میں ہمرا جک سمال پاکس کہا جاتا ہے یہ قسم بہت ہی خطرناک متصور ہوتی ہے۔ اس مرض میں مریض ابتداء مرض سے ہی بے چین ہوتا ہے۔ اس پر غفلت و ہذیان کا شدید غلبہ ہوتا ہے اس کے دانے نسبتاً دیر سے نمودار ہوتے ہیں اور دانوں میں پیپ کی جگہ خون ہوتا ہے۔ دانوں کی رنگت سیاہی مائل ہونے کے باعث اسے کالی چیچک سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ اس میں بعض اوقات مثانہ و گردہ سے جریان خون ہو کر مریض ہلاک ہو جاتا ہے۔

خفیف چیچک

اس کو عربی میں جدری خفیفہ اور انگریزی میں ماڈی فائنڈ سمال پاکس کہا جاتا ہے۔ اس میں اعضائے جسم پر چند دانے نمودار ہو کر دو تین روز بعد ہی خشک ہو جاتے ہیں۔ یہ چیچک با توان افراد کے نکلتی ہے۔ جن کو ٹیکہ لگ چکا ہو اور یا پھر ان کے جنہیں پہلے مرتبہ یہ مرض ہو چکا ہو۔

خبیث چیچک

اس کو عربی میں جدری خبیثہ اور انگریزی میں میلگ ننٹ سمال پاکس کہا جاتا ہے اس کے دانے بکثرت بے ترتیب اور نسبتاً بڑے ہوتے ہیں اور ان میں پیپ کی بجائے خون ہوتا ہے۔ شدت بخار بے ہوشی تنگی نفس اور ہذیان وغیرہ ردی علامات شدید ہوتی ہیں۔ اس قسم کے مریض بہت کم صحتیاب ہوتے ہیں

چھدری چیچک

اس کو عربی میں جدری منفصلہ انگریزی میں ڈس کریٹ سمال پاکس کہا جاتا ہے۔ اس میں دانے جدا جدا اور کم ہوتے ہیں۔ اس کے مریض عموماً صحت یاب ہو جاتے ہیں

گھنی چیچک

اس کو عربی میں جدری متصلہ اور انگریزی میں کان فلوئنٹ سمال پاکس کہا جاتا ہے اس کے دانے ایک دوسرے سے جڑے ہوئے اور زیادہ ہوتے ہیں۔ چہرے کا ورم اور دوسری علامتیں شدید ہوتی ہیں۔ اس قسم کے مریض بہت صحت یاب ہوا کرتے ہیں

اسباب

ایسے انسانی جسم جن میں طبعی یا غیر طبعی طور پر جوش عفونت جو کہ گرم یا خراب مواد پیدا کرنے والی غذاؤں دواؤں یا گرمی سے پیدا ہوتے ہیں عموماً چیچک کی سمیت کا شکار ہو جاتے ہیں۔

چیچک ایک متعدی بخار ہے جس میں بدن پر خاص قسم کے دانے نکل آتے ہیں یہ بخار پہلے تین چار روز تک شدید، پھر دانے نکل آنے پر ہلکا اور دانوں میں پیپ پڑ جانے پر دوبارہ تیز ہو جایا کرتا ہے اس مرض کے جراثیم جب کسی تندرست انسان کے جسم میں داخل ہوتے ہیں تو دس بارہ روز تک پوشیدہ طور پر نشوونما پاتے رہتے ہیں۔ اس عرصہ کو "مدت حفاظت" کہا جاتا ہے۔ اس مدت میں مریض کو بظاہر کوئی تکلیف نہیں ہوتی لیکن اعضاء شکنی۔ کمزوری یا سستی کا غلبہ رہتا ہے۔ اس مدت کے گزر جانے کے بعد اصلی مرض شروع ہو جاتا ہے۔ جس کو مندرجہ ذیل تین درجوں میں تقسیم کیا جاتا ہے

ابتدائی درجہ میں مریض کو لرزنے کے ساتھ بخار آتا ہے شدید درد سر درد معدہ درد کمر ہوتا ہے۔ چھوٹے بچوں کو بعض اوقات تشنج ہو جاتی ہے۔ قے اور ابکائیاں آتی ہیں۔ جس کی وجہ سے مریض بے چین رہتا ہے۔ پہلے روز بخار کی حرارت ۱۰۴ درجہ تک بڑھ جاتی ہے۔ دوسرے روز حرارت میں اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ مریض کا چہرہ شدت جذبات سے تمتما اٹھتا ہے کنپٹوں کی شریانیں پھڑکنے لگ جاتی ہیں۔ شدت پیاس کے باعث مریض بار بار پانی کی خواہش کرتا ہے تنفس میں تنگی پیدا ہو جاتی ہے بعض مریضوں کو شروع سے ہی زکام و گلا دکھنے کی شکایت پیدا ہو جاتی ہیں۔ تین روز بعد یا بخار اتر جاتا ہے اور یا پھر ہلکا ہو جاتا ہے۔

دوسرے درجہ میں جب بخار ہو جائے تو چیچک کے دانے پہلے چہرہ اور ہاتھوں کی پشت پر نمودار ہوتے ہیں۔ یہ دانے اپنی نوعیت کے لحاظ سے کم یا زیادہ ہو سکتے ہیں لیکن نسبتاً چہرہ پر زیادہ ہوا کرتے ہیں۔ یہ دانے ابتداً سرخ رنگ کے قدرے ابھار لئے ہوئے نقطے سے معلوم ہوتے ہیں۔ دو روز بعد یہ ابھار زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور چھونے سے یہ دانے ٹھوس اور سخت معلوم ہوتے ہیں۔ چوتھے یا پانچویں روز یہ دانے اور ابھرتے ہیں۔ اور ان میں آبلوں کی مانند شفاف رطوبت نظر آنے لگتی ہے۔ چھٹے ساتویں روز ہر دانے کے گرد ایک سرخ حلقہ پیدا ہو جاتا ہے۔ آٹھویں روز دانوں کی رطوبت پیپ میں تبدیل ہونا شروع ہو جاتی ہے اور ہر دانے کے منہ پر ایک سیاہی مائل نقطہ سا پیدا ہو جاتا ہے۔ اس مرحلہ پر بخار پھر شدت اختیار کر لیتا ہے۔ درد سر درد کمر ہذیان۔ اعضاء شکنی۔ بے چینی وغیرہ بڑھ جاتی ہے اور بعض اقسام میں چہرے پر ورم پیدا ہو کر مریض کی شناخت تک مشکل ہو جاتی ہے۔ اس کے دو تین روز بعد یعنی ابتدائے مرض کے گیارھویں بارھویں روز دانے مرجھانے لگتے ہیں اور مرض کا تیسرا دور شروع ہو جاتا ہے

تیسرے درجے میں ابتدائے مرض کے چودھویں پندرھویں روز ان دانوں پر سیاہی مائل خاکستری کھرنڈ بن جاتے ہیں اور بخار اتر جاتا ہے تقریباً بیسویں روز کھرنڈ اترنا شروع ہو جاتے ہیں اور یہ سلسلہ ایک سے ڈیڑھ ماہ تک جاری رہتا ہے

چیچک کے دوران میں دانوں میں شدید خارش ہوتی ہے اور بعض اوقات مریض مجبور ہو کر کھجا ڈالتا ہے جس سے زخم ہو جاتے ہیں یہ زخم بے احتیاطی سے متعفن ہو کر ان میں کیڑے پڑنے کی خطرہ ہوتا ہے ٭

بقیہ صفحہ ۵

سیاستوں میں بٹے ہوئے ہیں اور الگ الگ حکومتوں میں تقسیم ہیں۔ ان سب کی آواز کو ایک جگہ جمع کرنے والی کوئی طاقت نہیں مگر اسلام تو عالمگیر ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اسلام مغرب کے مسلمانوں کا نام نہیں۔ اسلام شام کے مسلمانوں کا نام نہیں۔ اسلام ایران کے مسلمانوں کا نام نہیں۔ اسلام افغانستان کے مسلمانوں کا نام نہیں۔ جب دنیا کے ہر ملک کے مسلمان اسلام کے نام کے نیچے جمع ہو جاتے ہیں تو اسلامی جماعت وہی ہو سکتی ہے جو ان سارے گروہوں کو اکٹھا کرنے والی ہو اور جب تک ایسی جماعت دنیا میں قائم نہ ہو ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ اس وقت مسلمانوں کی کوئی جماعت نہیں گو حکومت ہے اور سیاست ہے۔ اسی طرح متحدہ پروگرام کا سوال ہے جہاں ایسا کوئی نظام نہیں جو ساری دنیا کے مسلمانوں کو اکٹھا کر سکے وہاں مسلمانوں کا کوئی متحدہ پروگرام بھی نہیں نہ سیاسی نہ تمدنی نہ مذہبی منفردانہ طور پر کسی کسی جگہ پر کسی مسلمان کا دشمنان اسلام سے مقابلہ کر لینا اور چیز ہے اور متحدہ طور پر ایک مخصوص نظام کے ماتحت چاروں طرف سے دشمن کے حملہ کا جائزہ لے کر اس کے مقابلہ کی کوشش کرنا یہ الگ بات ہے پس پروگرام کے لحاظ سے مسلمان ایک جماعت نہیں۔ ایسی صورت میں اگر کوئی جماعت قائم ہو اور مذکورہ بالا دونوں مقاصد کو لے کر قائم ہو تو اس پر یہ اعتراض نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ایک نئی جماعت بن گئی ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ پہلے کوئی جماعت نہیں تھی اب ایک جماعت بن گئی ہے میں ان دوستوں سے جن کے دلوں میں یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ باوجود ایک نماز۔ ایک قبلہ۔ ایک قرآن اور ایک رسول ہونے کے پھر ہماری جماعت نے الگ جماعت کیوں بنائی۔ کہتا ہوں کہ وہ اس نکتہ پر غور کریں اور سوچیں کہ اسلام کو پھر ایک جماعت بنانے کا وقت آ چکا ہے اس کام کے لئے کب تک انتظار کیا جائے گا۔ مصر کی حکومت اپنی جگہ پر اپنا کام کر رہی ہے۔ ایران کی حکومت اپنی جگہ پر اپنا کام کر رہی ہے۔ افغانستان کی حکومت اپنی جگہ پر اپنا کام کر رہی ہے۔ دیگر اسلامی حکومتیں اپنی اپنی جگہ پر اپنا کام کر رہی ہیں لیکن ان کی موجودگی میں بھی ایک خلاء باقی ہے ایک کمی باقی ہے اور اسی خلاء اور اسی کمی کو پورا کرنے کے لئے احمدیہ جماعت قائم ہوئی ہے جب خلافت ترکیہ کو ترکوں نے ختم کر دیا تو مصر کے بعض علماء نے (بعض راز داروں کے قول کے مطابق شاہ مصر کے اشارہ سے) ایک تحریک خلافت شروع کی اور اس تحریک سے ان کا منشا یہ تھا کہ شاہ مصر کو خلیفۃ المسلمین مقرر کیا جائے اور اس طرح مصر کو دوسرے اسلامی ممالک پر فوقیت حاصل ہو جائے۔ سعودی عرب نے اس کی مخالفت شروع کی اور یہ پراپیگنڈا شروع کر دیا کہ یہ تحریک انگریزوں نے اٹھائی ہوئی ہے اگر کوئی شخص خلافت کا مستحق ہے تو وہ سعودی عرب کا بادشاہ ہے۔ جہاں تک خلافت کا تعلق ہے وہ یقیناً ایک ایسا رشتہ ہے جس سے سب مسلمان اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب یہ خلافت کا لفظ کسی بادشاہ کے ساتھ مخصوص ہونے لگا تو دوسرے بادشاہوں نے فوراً تاڑ لیا کہ ہماری حکومت میں رخنہ ڈالا جاتا ہے اور وہ مفید تحریک بیکار ہو کر رہ گئی۔ لیکن اگر یہی تحریک عوام میں پیدا ہو اور مذہبی روح اس کے پیچھے کام کر رہی ہو تو سیاسی رقابت اس رستہ میں حائل نہیں ہو گی صرف جماعتی رقابت اس رستہ میں روک بنے گی سیاسی رقابت کی وجہ سے دینی تحریک اسی ملک میں محدود ہو کر رہ جائے گی جس کی حکومت اس کی تائید میں ہو گی لیکن جماعتی مخالفت کی صورت میں وہ کسی ملک میں محدود نہیں رہے گی۔ ہر ملک میں جائے گی اور پھیلے گی۔ اور اپنی جڑیں بنائے گی۔ بلکہ ایسے ملکوں میں بھی جا کر کامیاب ہو گی۔ جہاں اسلامی حکومت نہیں ہو گی۔ کیونکہ سیاسی ٹکراؤ نہ ہونے کی وجہ سے ابتدائی زمانہ میں حکومتیں اس کی مخالفت نہیں کریں گی ٭

المناک سانحہ

ڈاکٹر خانصاحب کا بے دردانہ قتل فی الواقعہ ایک نہایت ہی سخت قومی سانحہ ہے جس کے لئے جتنا بھی افسوس کیا جائے تھوڑا ہے۔ آپ نہایت نیک دل انسان تھے۔ مرنجاں مرنج شخصیت کے مالک تھے۔ نہایت سادہ طبع اور ہر قسم کے تکلف سے بری تھے۔ ملنسار تھے اور آپ کی نظر میں چھوٹے بڑے کی تمیز نہیں تھی اور نہ آپ کے دل میں کسی قسم کا تعصب ہی راہ پاتا تھا۔ کوئی ہو، کہیں ہو آپ بشرفت سب سے مل لیتے تھے۔

جہاں تک قومی خدمت کا تعلق ہے پاکستان بننے کے بعد ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپ اس میں بھی کسی سے کم نہیں رہے۔ آپ نے چند ہی دنوں میں ملک و قوم کے دل میں اپنا اعتماد پیدا کر لیا تھا۔ آپ کے سیاسی خیالات سے خواہ کوئی کتنا ہی اختلاف رکھتا ہو مگر آپ کا بڑے سے بڑا سیاسی حریف بھی یہ الزام نہیں لگا سکتا کہ آپ قومی خدمت میں مخلص نہیں تھے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ آپ نے ایسے وقت میں سہارا دیا جب ملک کی سیاسی کشتی سخت طوفانوں میں گھری ہوئی تھی۔ اور باوجود معمر ہونے کے آپ نے کام سے بھی دل نہیں چرایا تھا۔ اور نہ آپ نے مخالفانہ تنقید کی کبھی پرواہ کی۔

آپ کے ذاتی اوصاف کے لحاظ سے بھی آپکو اس بے دردی سے قتل کر دینا بڑی ہی شقاوت قلبی کا مظاہرہ ہے لیکن قومی نقطۂ نظر سے تو یہ نہایت ہی شنیع فعل ہے اور پاکستان ایسے اسلامی ملک کے نام پر سیاہ دھبہ ہے۔ اس لحاظ سے بھی قاتل لعنت کا مستوجب ہے کہ اس نے ملک کے ایک مقتدر لیڈر کی جان لیکر تمام پاکستانی قوم کو دنیا میں بدنام کر دیا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ نہ صرف پاکستان کی بدنامی کا باعث ہے بلکہ تمام اسلامی دنیا کی بدنامی کا باعث ہے۔ آگے ہی اسلامی ممالک اس لحاظ سے کافی بدنام ہو چکے ہوئے ہیں۔ خود پاکستان میں یہ دوسرا واقعہ ہے کہ ایک سربرآوردہ لیڈر کو اس طرح بے دردی سے قتل کیا گیا ہے۔ ابھی خان لیاقت علی خان کا داغ دلوں میں چمک ہی رہا ہے کہ یہ دوسرا واقعہ پیش آیا ہے جس سے دلوں پر اور بھی چرکہ لگا ہے۔

ہم اس فعل شنیع کی پر زور مذمت کرتے ہیں اور حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ملزم یا ملزمان کو جو بھی تحقیقات سے ثابت ہوں ایسی عبرتناک سزا دی جائے۔ کہ آئندہ اس قسم کا واقعہ اس سرزمین میں ظہور پذیر نہ ہونے پائے +

لیڈر

(بقیہ صفحہ ۲)

مولانا آزاد مرحوم نے جو کچھ لکھا ہے وہ بالکل صحیح اور درست ہے ہم نے حضرت امام جماعت احمدیہ کی تقریر کا اقتباس اس لئے دیا ہے تا کہ معلوم ہو جائے کہ تقیوری عمل کے رنگ میں ڈھل کر کیا صورت اختیار کر لیتی ہے جہاں مولانا کی تحریر سے صرف مایوسی اور قنوطیت ٹپکتی ہے وہاں حضرت امام جماعت احمدیہ کی تقریر سے قوت عمل رجائیت اور اولو العزمی کا اظہار ہوتا ہے اسلامی اصول محض فلسفہ نہیں ہیں بلکہ ایک بے نظیر لائحہ عمل پیش کرتے ہیں۔ اسلام کی صحیح صورت صرف عمل کی حالت میں دیکھی جا سکتی ہے اور ان کو وہی فرقہ یا جماعت نمایاں کر سکتی ہے جو خود اس لائحہ عمل کو اپناتی ہے الغرض ان دونوں اقتباسات کے انداز سے ہی تقیوری اور عمل کا فرق ظاہر ہو جاتا ہے۔

دعائے نعم البدل

مورخہ ۸ مئی کو میرا بچہ مبارک محی الدین ایک ماہ بیمار رہ کر قریباً ڈیڑھ سال کی عمر میں میو ہسپتال لاہور میں وفات پا گیا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صبر جمیل دے اور نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین
قریشی فیروز محی الدین سابق مبلغ سنگاپور
مکان ۱۱۵۲ اعظم پارک لاہور

ضروری اعلان

بعض احباب نکاح اور ولادت کے اعلانات الفضل میں شائع کرنے کیلئے ارسال کر دیتے ہیں لیکن انکی اجرت اشاعت ارسال نہیں کرتے۔ جس کی وجہ سے وہ اعلانات جلد شائع نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا جو احباب چاہتے ہیں کہ انکے مرسلہ اعلانات فوراً شائع ہو جایا کریں وہ اپنے اعلانات کے ساتھ ہی اُن کی اُجرت اشاعت بھی ارسال کیا کریں۔
اجرت اعلان نکاح پانچ روپیہ اور اعلان ولادت دو روپیہ
(مینیجر الفضل)